بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

وردھا تعلیمی اسکیم

ہندوستان کے بچوں اور بچیوں کی ابتدائی تعلیم کی اسکیم جو وردھا تعلیمی اسکیم کے نام سے مشہور ہے ہماری وطنی حکومتوں کی ایک مستحسن کوشش ہے۔ اس اسکیم میں اخلاقی تربیت کے ساتھ ملک کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کی عملی تجاویز کو شامل کیا گیا ہے۔ جہاں تک اس اسکیم کی افادی حیثیت کا تعلق ہو کہا جا سکتا ہے کہ یہ اسکیم لارڈ مکالے کے اُس خواب کا جواب ہے جو اُنھوں نے ہندوستان میں انگریزی تعلیم کے جاری کرانے پر زور دیتے وقت ۱۸۳۵ء میں دیکھا تھا۔ اور کوئی شبہ نہیں کہ اگر اس پر خلوص اور سچائی کے ساتھ عمل کیا گیا تو اس سے ہندوستان کے اخلاقی، اقتصادی اور معاشرتی حالات بہت کچھ خوشگوار ہو سکتے ہیں۔

※

اس اعتراف کے ساتھ چند ایسی باتیں بھی ہیں جن کی طرف ہمیں ارکان کمیٹی کو متوجہ کرنا ہے سب سے پہلی اور ضروری چیز یہ ہے کہ اس اسکیم کے نصاب تعلیم میں مذہبی تعلیم کا جز ضرور شامل ہونا چاہیے مذہبی تعلیم سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ بچوں اور بچیوں کو دینیات کی مکمل تعلیم دی جائے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ مذہب کی اعلیٰ تعلیم کو تو اسٹیٹ کی نگرانی اور اُس کے تصرف سے بالکل آزاد ہی ہونا چاہیے۔ تاکہ ہر قوم اپنی اپنی ضرورت اور حوصلہ وہمت کے مطابق اُس کا انتظام خاطر خواہ طریقہ پر کر سکے۔ البتہ جہاں تک جبری

تعلیم کا تعلق ہے۔ مبادیات مذہب مثلاً مسلمان بچوں کے لیے قرآن مجید کی تعلیم کو ایک اہم جزو کی حیثیت سے اس کی اسکیم میں شامل ہونا چاہیے۔

ہندوستان ایسے ملک میں جہاں مذہب ہی پر قومیت کا دارومدار ہے، اور یہی سرمایۂ زندگی۔ کوئی ایسا نصابِ تعلیم تجویز کرنا جس میں مذہب کو شامل نہ کیا گیا ہو، اصلاح جسم کے ساتھ استکمال روح کو فراموش کر دینے کے مترادف ہے۔

گاندھی جی اور ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب نے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے اپنی متعدد تحریروں اور تقریروں میں کہا ہے کہ مذہبی تعلیم اسکول کے اوقات کے علاوہ خارج وقت میں دیجائیگی اور ہر قوم اپنی ضرورت کے مطابق اپنا انتظام کریگی۔ لیکن کیا ہم یہ دریافت کر سکتے ہیں کہ موجودہ عہد تمدن میں جبکہ اسٹیٹ افراد قوم کی تعلیم و تربیت کا خود ذمہ لے رہا ہے، مذہبی تعلیم کی ذمہ داری سے اپنے آپ کو سبکدوش رکھنا اور اس کو قوموں کے سپرد کر دینا نتائج کے اعتبار سے مذہبی اسپرٹ کو کم کر دینے کا باعث تو نہیں ہوگا؟ اس اسکیم کی رو سے جبری تعلیم کی مدت سات برس ہے، جو بچہ کی سات برس کی عمر سے شروع ہو کر اس کی چودہ برس کی عمر تک جاری رہیگی۔ ظاہر ہے کہ اگر چودہ برس کی عمر تک بچہ کو مذہب کی ابتدائی تعلیم بھی نہیں دی گئی تو کتنے ہی بچے ہونگے جو اپنے اقتصادی حالات کے باعث اور بالخصوص کوئی ہنر اور کسب معاش کا ایک ذریعہ حاصل کر لینے کے بعد دوسرے مشاغل حیات میں لگ جائینگے، اور یہ جاننے کے باوجود کہ "خاص خاص باتوں میں تمام مذاہب کی بنیاد ایک ہی ہے" وہ مسلمان یا ہندو ہو کر اپنے اپنے مذہب کی مبادیات سے بھی واقف نہیں ہونگے۔ رہا اس سات برس کی مدت میں اوقاتِ مدرسہ کے علاوہ خارج میں مذہب کی تعلیم حاصل کرنے کا خیال! تو ہمیں ڈر ہے کہ غریب اور متوسط طبقہ کے بچے اپنے خصوصی احوالِ معاشرت و معیشت کے باعث اس کو عملی صورت